فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل حدیث کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ.

''رحمٰن انہی پر رحم کرتا ہے، جو (مخلوق پر) رحم کرتے ہیں۔ آپ اہل زمین پر رحم کریں، وہ آپ پر رحم کرے گا، جو آسمان میں ہے۔''

(مسند الحميدي : 591، مسند الإمام أحمد : 160/2، سنن أبي داود : 4941، سنن التّرمذي : 1924)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۴/۱۵۹) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

فائدہ:

حدیث میں فِي (میں) عَلٰی (اوپر) کے معنی میں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ آسمانوں پر ہے۔ یا اَلسَّمَاءُ (آسمان) کا معنی اَلْعُلُوُّ (بلندی) ہے، یعنی اللہ تعالیٰ بلندی میں ہے۔ یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے پر بین دلیل ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ روایت ہے:

تَحِيَّةُ الْبَيْتِ الطَّوَافُ .

''بیت اللہ کا تحیہ طواف ہے۔''

(جواب): بے اصل روایت ہے۔ کتب حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔ بیت اللہ کا تحیہ بھی دو رکعت نفل ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَبَضَ قَبْضَةً فَقَالَ : إِلَى الْجَنَّةِ بِرَحْمَتِي، وَقَبَضَ قَبْضَةً فَقَالَ : إِلَى النَّارِ وَلَا أُبَالِي .

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے (اولادِ آدم سے) ایک مٹھی بھری اور فرمایا: یہ میری رحمت سے جنت میں جائیں گے۔ پھر ایک مٹھی بھری اور فرمایا: یہ جہنم میں جائیں گے، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔''

(السّنّة لابن أبي عاصم : 248، مسند أبي يعلى : 3422، 3453، التّوحيد لابن خزيمة :1/186)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ حکم بن سنان عبدی ضعیف و منکر الحدیث ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 186/7)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو''غیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 488/2)

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

''حکم بن سنان کی اس حدیث پر متابعت نہیں کی گئی۔''

(الضّعفاء الكبير :257/1)

سوال: کیا انسان تقدیر کے ہاتھوں مجبور ہے؟

جواب: تقدیر اللہ تعالیٰ کا علم سابق ہے، وہ ہر شے کو اس کے وقوع سے پہلے ہی جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ابتدا سے انتہا تک جو ہونا تھا، سب کچھ لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے، لہٰذا کائنات میں جو بھی ہوتا ہے، وہ اللہ کی مشیئت سے ہوتا ہے، یعنی ایسا نہیں کہ اللہ کو کوئی مجبور کر دے اور اللہ کے علم اور منشا کے خلاف کچھ کر دے۔

البتہ ایسا بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مجبور محض کیا ہو، باری تعالیٰ نے ہر ایک کو نیکی اور برائی دونوں کا راستہ دکھا دیا ہے، دونوں کا انجام بھی بتا دیا ہے، اب انسان اس رستے کو اختیار کرنے پر آزاد ہے، اسے مجبور نہیں کیا گیا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَّسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَ تْ

مُرْتَفَقًا، إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا، أُولَئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ، نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا﴾(الکھف : ۲۹۔۳۱)

''(اے نبی!) کہہ دیجئے کہ یہ حق تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے، لہٰذا اب جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہیے کفر کردے، (البتہ) بے شک ہم نے ظالموں (کافروں) کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے، جس کی قناتوں نے انہیں گھیر رکھا ہوگا اور اگر وہ پانی کی فریاد کریں گے، تو انہیں پگھلے ہوئے تانبے جیسا پانی دیا جائے گا، جو ان کے چہروں کو بھون دے گا، یہ بہت برا مشروب ہوگا اور (جہنم) بہت برا ٹھکانہ ہوگا۔ (البتہ) جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور صالح اعمال کرتے رہے، تو بلاشبہ ہم عمدہ اعمال کرنے والوں کے اجروثواب کو ضائع نہیں کریں گے، انہی لوگوں کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے باغات ہیں، جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی، انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں باریک اور موٹے ریشم کے سبز لباس پہنائے جائیں گے، وہ تختوں پر ٹیک لگائے ہوئے جلوہ افروز ہوں گے، یہ کتنا ہی اچھا بدلہ ہے اور نہایت عمدہ ٹھکانہ ہے۔''

لہٰذا جنت اور جہنم میں جانے والے اپنے اعمال سے مجبور نہیں، بلکہ وہ آزاد ہیں، البتہ جو انہوں نے اعمال کرنے ہیں، ان کا اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم تھا، اس لیے اس نے تخلیق

کائنات سے پہلے ہی لوح محفوظ میں لکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا کہ فلاں جنت میں جائے گا، کیونکہ اسے علم تھا کہ دنیا میں جا کر یہ بندہ فلاں فلاں اعمال کرنے والا ہے، اسی طرح جس کے لیے جہنم لکھ دی، اس کے متعلق بھی علم تھا کہ یہ بندہ فلاں فلاں گناہ کرنے والا ہے، جس کی بنا پر جہنم واصل ہوگا۔

جنت اور جہنم اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اچھے اعمال کرنے والوں اور برے اعمال کرنے والوں کو عدل کے ساتھ بدلہ دے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ، مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ﴾

(القلم: ٣٥-٣٦)

”کیا ہم (روز قیامت) مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کر دیں، تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟“

بعض لوگ اپنے گناہوں کے ارتکاب پر تقدیر کو دلیل بناتے ہیں، مشرکین اور بدعتی ہمیشہ سے اسے وراثت میں منتقل کرتے رہے ہیں۔ سب سے پہلے ابلیس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی پر تقدیر کو دلیل بنایا۔

❁ قرآن میں ہے:

﴿رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي﴾ (الحِجر: ٣٩)

”(ابلیس نے کہا) رب! چوں کہ تو نے مجھے گم راہ کیا۔“

❁ مشرکین مکہ نے بھی یہی بات دہرائی:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ

شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُونِهٖ مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾(النَّحل : ٣٥)

''مشرک کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا، تو ہم اور ہمارے باپ دادا اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرتے اور نہ ہی اس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے، یہی فعل ان سے قبل لوگوں کا رہا۔''

ایسے لوگ منکرین تقدیر سے بھی بدتر ہیں۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰؤُلَاءِ يَئُولُ أَمْرُهُمْ إِلٰى تَعْطِيلِ الشَّرَائِعِ وَالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ مَعَ الِاعْتِرَافِ بِالرُّبُوبِيَّةِ الْعَامَّةِ لِكُلِّ مَخْلُوقٍ وَّأَنَّهٗ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا رَبِّي آخِذٌ بِّنَاصِيَتِهَا، وَهُوَ الَّذِي يَبْتَلِي بِهٖ كَثِيرًا إِمَّا اعْتِقَادًا وَّإِمَّا حَالًا طَوَائِفُ مِنَ الصُّوفِيَّةِ وَالْفُقَرَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنْهُمْ إِلَى الْإِبَاحَةِ لِلْمُحَرَّمَاتِ وَإِسْقَاطِ الْوَاجِبَاتِ وَرَفْعِ الْعُقُوبَاتِ .

''ایسے لوگ آخر کار شریعت اور احکام الٰہی کو معطل کر دیتے ہیں، حالاں کہ ہر مخلوق پر اس کی کامل ربوبیت کو بھی مانتے ہوتے ہیں۔ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہر جاندار کی پیشانی میرے رب کے ہاتھ میں ہے۔ اعتقادی یا عملی طور پر صوفیا اور فقرا کا بڑا حصہ اسی خرابی میں مبتلا ہے، حتی کہ بعض تو محرمات کے جواز، واجبات کے اسقاط اور سزاؤں کے خاتمے تک پہنچ جاتے ہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ : 256/8)

۞ نیز فرماتے ہیں:

سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُهَا مُتَّفِقُونَ أَيْضًا عَلٰى أَنَّ الْعِبَادَ مَأْمُورُونَ بِمَا أَمَرَهُمْ اللّٰهُ بِهٖ مَنْهِيُّونَ عَمَّا نَهَاهُمْ اللّٰهُ عَنْهُ وَمُتَّفِقُونَ عَلَى الْإِيمَانِ بِوَعْدِهٖ وَوَعِيدِهِ الَّذِي نَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَمُتَّفِقُونَ أَنَّهٗ لَا حُجَّةَ لِأَحَدٍ عَلَى اللّٰهِ فِي وَاجِبٍ تَرَكَهٗ وَلَا مُحَرَّمٍ فَعَلَهٗ بَلْ لِّلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ عَلٰى عِبَادِهٖ وَمَنِ احْتَجَّ بِالْقَدَرِ عَلٰى تَرْكِ مَأْمُورٍ أَوْ فِعْلِ مَحْظُورٍ أَوْ دَفْعِ مَا جَاءَتْ بِهِ النُّصُوصُ فِي الْوَعْدِ وَالْوَعِيدِ فَهُوَ أَعْظَمُ ضَلَالًا وَّافْتِرَاءً عَلَى اللّٰهِ وَمُخَالَفَةً لِّدِينِ اللّٰهِ مِنْ أُولٰئِكَ الْقَدَرِيَّةِ فَإِنَّ أُولٰئِكَ مُشَبَّهُونَ بِالْمَجُوسِ وَقَدْ جَاءَتِ الْآثَارُ فِيهِمْ أَنَّهُمْ مَّجُوسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ .... فَهٰؤُلَاءِ الْمُحْتَجُّونَ بِالْقَدَرِ عَلٰى سُقُوطِ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ مِنْ جِنْسِ الْمُشْرِكِينَ الْمُكَذِّبِينَ لِلرُّسُلِ وَهُمْ أَسْوَأُ حَالًا مِّنَ الْمَجُوسِ وَهٰؤُلَاءِ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ .

''اسلاف امت اور ائمہ دین متفق ہیں کہ بندے اللہ کے احکام ونواہی کے پابند ہیں۔ کتاب وسنت میں موجود اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور وعیدوں پر ایمان بھی اتفاقی ہے۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ کسی واجب کو ترک کرنے اور حرام کا

ارتکاب کرنے کے بارے میں اللہ کے خلاف کوئی دلیل نہیں قائم کی جا سکتی، بل کہ اللہ ہی زبردست دلیل ہے، جس نے کسی ممنوع وحرام کام پر دلیل لی یا وعدہ وعید پر مشتمل نصوص کا انکار کیا، وہ منکرین تقدیر سے بڑھ کر گم راہ، اللہ پر جھوٹ باندھنے والا اور دین کا مخالف ہے۔ یہ لوگ مجوسیوں کے مشابہ ہیں۔ بعض آثار میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ منکرین تقدیر اس امت کے مجوسی ہیں.... اللہ کے اوامر ونواہی کی پامالی پر تقدیر کو دلیل بنانے والے لوگ رسولوں کو جھٹلانے والے مشرکین کی قبیل سے ہیں، بل کہ مجوسیوں سے برے ہیں۔ ان کی دلیل ان کے رب کے ہاں نکمی ہے، ان پر اللہ کے غضب کا کوڑا برسے گا اور دردناک عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔''

(مجموع الفتاوٰی : 452/8)

❁ مزید فرماتے ہیں:

الْقَدَرُ يُؤْمِنُ بِهِ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ فَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِّالْقَدَرِ ضَارَعَ الْمَجُوسَ وَمَنِ احْتَجَّ بِهِ ضَارَعَ الْمُشْرِكِينَ وَمَنْ أَقَرَّ بِالْأَمْرِ وَالْقَدَرِ وَطَعَنَ فِي عَدْلِ اللّٰهِ وَحِكْمَتِهِ كَانَ شَبِيهًا بِّإِبْلِيسَ .

''تقدیر پر ایمان لایا جائے گا، اسے دلیل نہیں بنایا جائے گا۔ جو تقدیر کو نہیں مانتا، وہ مجوسیوں کے مشابہہ ہے، جو اس سے دلیل پکڑتا ہے، وہ مشرکین کے مشابہہ ہے اور جو تقدیر کا اقرار کر کے اللہ تعالیٰ کے عدل وحکمت میں طعن کرتا ہے، وہ ابلیس کے مشابہہ ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی : 114/8)

❁ مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَّصْعَدَ فَيُلْقِي نَفْسَهُ مِنْ فَوْقِ الْبِئْرِ وَيَقُولُ: قُدِّرَ لِي وَلٰكِنْ يَّحْذَرُ وَيَجْتَهِدُ وَيَتَّقِي فَإِنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ عَلِمَ أَنَّهُ لَمْ يُصِبْهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ.

''کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کنویں کی منڈیر پر چڑھ کر خود کو اندر پھینک دے اور کہے: یہ میری تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا، بلکہ اپنا پورا بچاؤ کرے اور کوشش کرے۔ اگر کوئی مصیبت پہنچ ہی جائے، تو سمجھے کہ وہی پہنچی ہے، جو تقدیر میں لکھی تھی۔''

(حِلْيَة الأولياء لأبي نعيم: 202/2، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا اسْتَقَرَّتْ النُّطْفَةُ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ـأَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةًـ بَعَثَ إِلَيْهَا مَلَكًا، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا رِزْقُهُ؟ فَيُقَالُ لَهُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا أَجَلُهُ؟ فَيُقَالُ لَهُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ ذَكَرٌ أَوْ أُنْثٰى؟ فَيُعْلَمُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ؟ فَيُعْلَمُ.

''جب رحم مادر میں نطفہ چالیس دن تک قرار پکڑتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے، تو وہ فرشتہ پوچھتا تھا: میرے رب! اس کا رزق کیا (لکھنا) ہے؟ تو فرشتے کو رزق بتایا جاتا ہے۔ پھر فرشتہ پوچھتا ہے: رب! اس

کی عمر کتنی ہے؟ تو فرشتے کو عمر بتا دی جاتی ہے۔ پھر پوچھتا ہے: رب! یہ نطفہ مذکر ہوگا یا مؤنث؟ تو فرشتے کو بتا دیا جاتا ہے۔ پھر فرشتہ پوچھتا ہے: رب! یہ خوش بخت ہوگا یا بد بخت؟ تو فرشتے کو خبر دے دی جاتی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 15269، القدر للفِريابي : 143)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① خصیف بن عبدالرحمٰن سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❁ حافظ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(شرح الزّرقاني على الموطأ : 2/365)

② ابوزبیر محمد بن مسلم مکی کا عنعنہ ہے۔

تنبیہ:

اس روایت کو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی مسند بنانا خطا ہے، درست یہ ہے کہ اس روایت کو ابوالزبیر مکی نے ابوطفیل عامر بن واثلہ عن حذیفہ بن اُسید کے طریق سے نقل کیا ہے، جیسا کہ امام علل دارقطنی رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے۔

(علل الدّارقطني : 3237)

حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ والی حدیث صحیح مسلم (۲۶۴۵) میں ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَإِذَا وَلَدْتِ فَأْتِينِي بِهٖ، قَالَتْ: فَلَمَّا وَلَدْتُهٗ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرٰى وَأَلْبَأَهٗ مِنْ رِيقِهٖ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ: اذْهَبِي بِأَبِي الْخُلَفَاءِ، فَأَخْبَرْتُ الْعَبَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا لَبَّاسًا فَلَبِسَ ثِيَابَهٗ ثُمَّ أَتٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَصُرَ بِهٖ قَامَ فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا شَيْءٌ أَخْبَرْتَنِي بِهٖ أُمُّ الْفَضْلِ؟ قَالَ: هُوَ مَا أَخْبَرَتْكَ، هٰذَا أَبُو الْخُلَفَاءِ، حَتّٰى يَكُونَ مِنْهُمُ السَّفَّاحُ، حَتّٰى يَكُونَ مِنْهُمُ الْمَهْدِيُّ، حَتّٰى يَكُونَ مِنْهُمْ مَنْ يُصَلِّي بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

’میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزری، آپ ﷺ نے فرمایا: آپ کو اللہ بیٹے سے نوازیں گے، جب اس کی ولادت ہو جائے، تو میرے پاس لے آنا۔ فرماتی ہیں: جب میں نے اسے جنم دیا، تو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی۔ آپ ﷺ نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی۔ اس کے منہ میں لعاب دھن ڈالا اور عبداللہ نام رکھا، نیز فرمایا: ’’ابوالخلفا‘‘ کو لے جائیے، میں نے عباس رضی اللہ عنہ کو مکمل تفصیل بتائی، آپ خوش پوشاک تھے۔ مخصوص لباس زیب تن کیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لیے چل دیے، آپ ﷺ نے انہیں آتا دیکھا، تو کھڑے ہو گئے اور پیشانی پر

بوسہ دیا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! ام فضل اس بچے کے بارے میں کیا کہہ رہی ہیں؟ فرمایا: جی ہاں، بات ایسے ہی ہے، اس بچے کی نسل سے خلفا پیدا ہوں گے، بعض خون ریز ہوں گے، بعض رحم دل، عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کروانے والا بھی اسی کی لڑی سے ہوگا۔''

(دلائل النّبوة لأبي نعيم :550/1)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔ احمد بن رشد (راشد) ہلالی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِي اخْتَلَقَهٗ بِجَهْلٍ .

''اس حدیث کو احمد بن رشد نے ہی اپنی جہالت کی بنا پر وضع کیا ہے۔''

(میزان الاعتدال :97/1)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ اتُّهِمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ .

''اس حدیث کو گھڑنے کا الزام اسی پر ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 187/5)

❁ حافظ ابن عراق کنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْآفَةُ فِيهِ مِنْ أَحْمَدَ ابْنِ رَاشِدٍ .

''اس روایت میں مصیبت احمد بن راشد کی طرف سے ہے۔''

(تنزيه الشّريعة : 25/2)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل المتناهية :291/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو''باطل'' کہا ہے۔

(ميزان الاعتدال :97/1)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا : يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ، أَتَانِي مَلَكٌ، وَّإِنَّ حُجْزَتَهٗ لَتُسَاوِي الْكَعْبَةَ، فَقَالَ : إِنَّ رَبَّكَ يُقْرِءُ عَلَيْكَ السَّلامَ وَيَقُولُ لَكَ إِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَّلِكًا وَّإِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا، فَأَشَارَ إِلَيَّ جِبْرِيلُ ضَعْ نَفْسَكَ فَقُلْتُ نَبِيًّا عَبْدًا، قَالَتْ : وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَالِكَ لا يَأْكُلُ مُتَّكِئًا وَّيَقُولُ : آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! اگر میں چاہتا، تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چل پڑتے۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا، جس کی کمر کعبہ کے برابر چوڑی تھی، کہنے لگا: آپ کا رب سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ چاہیں تو بادشاہ نبی بن جائیں یا عام نبی۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ متواضع بنیں۔

میں نے کہہ دیا کہ میں عام نبی بننا چاہتا ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں عام آدمی کی طرح کھاتا ہوں اور بیٹھتا ہوں۔''

(طبقات ابن سعد :288/1، مسند أبي يعلٰى : 4920، أخلاق النّبي وآدابه صلى اللّٰه عليه وسلم لأبي الشّيخ : 617)

(جواب): سند ضعیف ہے۔

① ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن مدنی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

✿ علامہ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَكْثَرُ النَّاسِ ضَعَّفَهُ .

''اکثر محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(الأحكام الوسطى : 206/2، 327)

✿ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَكْثَرُ النَّاسِ يُضَعِّفُهُ .

''اکثر محققین اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔''

(المُفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 444/3)

✿ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ .

''اسے جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(فيض القدير للمَناوي : 300/2)

۞ علامہ ابن مفلح مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِ .

''اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(الآداب الشّرعيّة : 213/3)

۞ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(طرح التّثريب : 4/3)

۞ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ قَوْمٌ كَثِيرُونَ .

''کئی محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 89/2)

۞ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(اتّحاف الخِيَرة المَهَرة : 511/6)

۞ علامہ ابن عراق کنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُونَ .

''اسے اکثر اہل علم نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(تنزيه الشّريعة : 195/2)

② سعید بن ابی سعید مقبری رحمہ اللہ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ''مرسل'' ہوتی ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبِي عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ هَلْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ فَقَالَ : لَا .

''میں نے اپنے والد (امام ابوحاتم رحمہ اللہ) سے پوچھا: کیا سعید مقبری نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کیا ہے، فرمایا: نہیں۔''

(المَراسيل : 263)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعٰى سَارِيَةَ فَبَيْنَمَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، فَقَدِمَ رَسُولٌ مِّنَ الْجَيْشِ فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا فَإِذَا صَائِحٌ يَصِيحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ فَأَسْنَدْنَا ظُهُورَنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ فَقُلْنَا لِعُمَرَ : كُنْتَ تَصِيحُ بِذٰلِكَ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا، ان پر ساریہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا، جنگ کے دوران یوں لگا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دیتے ہیں اور آواز دے رہے ہیں کہ ساریہ! پہاڑ کی اوٹ میں ہو جائیں، تو لشکر کا ایک پیامبر آیا، کہنے لگا کہ امیر المومنین! دشمن ہم پر غالب آیا ہی چاہتا تھا کہ ایک شخص کی چیخ سنائی دی کہ

پہاڑ کی اوٹ میں ہو جائیں، ہم ہو گئے، پھر اللہ نے دشمن کو شکست دے دی،
ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ امیر المومنین! یہ تو آپ پکار رہے تھے۔''

(دلائل النّبوة للبيهقي : 370/6)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(الإصابة : 53/3)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ حَسَنٌ .

''یہ جید حسن سند ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 129/7)

اس روایت سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کشف ہوا اور انہوں نے بے اختیار پہاڑ کے پیچھے ہونے کے لیے پکارا۔ یہ علم غیب نہیں، بلکہ کرامت ہے، جس کے اہل سنت والجماعت قائل ہیں۔ اس بنا پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو عالم الغیب قرار دینا یا ہر جگہ حاضر وناظر قرار دینا نادانی ہے۔

اہل سنت والجماعت کا اصولی اور اساسی عقیدہ ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں، خرق عادت کام جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو، یہ درحقیقت ولی کے لیے بشارت ہوتی ہے، جو اس کے ایمان کو بڑھاتی ہے، کرامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کی تکریم اور اپنے دین کی نصرتِ عزیزہ ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت واضح ہوتی ہے۔

کرامت کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

① علوم ومکاشفات ② قدرت وتاثیر

علوم ومکاشفات میں ولی کو وہ علم حاصل ہو جاتا ہے، جو دوسروں کو نہیں ہوتا، بعض غیبی امور ولی پر منکشف ہو جاتے ہیں، جو دوسروں پر نہیں ہوتے، اسی طرح اسے وہ قدرت و تاثیر حاصل ہو جاتی ہے، جو کسی دوسرے کو نہیں ہوتی۔

کرامات ہر زمانے میں مومنوں کے ہاتھوں ظاہر ہوتی رہی ہیں، قرآن مجید میں اصحاب کہف اور سیدہ مریم کی کرامات کا ذکر ہے، کتب حدیث ان سے لبریز ہیں، فرقہ جہمیہ، فلاسفہ اور معتزلہ ان کا منکر ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس سے ولی اور نبی، جادوگر اور ولی میں مشابہت ہو جاتی ہے، مشابہت والی بات تو نرا شبہہ ہے کیونکہ نبی کریم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، کوئی ولی خود کو نبی نہیں کہتا، جادو شیطانی عمل ہے، جادو کا توڑ ہو جاتا ہے، جب کہ کرامت میں ایسا نہیں ہوتا۔

کرامت کے حوالہ سے چند باتیں سمجھ لینی چاہئیں؛

① قبل از نبوت نبی کے ہاتھوں خارق عادت کام کا صدور ''ارھاص'' کہلاتا ہے، یہ نبوت کا مقدمہ ہوتا ہے، اصحاب فیل والا واقعہ اس کی دلیل ہے۔

② صالحین اور کمزور لوگوں کی وجہ سے لوگوں کو رزق ملتا ہے، اسے ''مونت'' کہتے ہیں۔

③ اہل ضلال میں سے جو جھوٹا مدعی نبوت ہو، اس کے ہاتھوں خرق عادت امور کا ظاہر ہونا ''اہانت'' کہلاتا ہے، جیسا کہ مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں کئی خارق عادت کام ہوئے۔

④ اگر کسی گمراہ اور فاسق و فاجر سے کوئی خارق عادت کام ظاہر ہو، اسے

”استدراج“ کہتے ہیں، یہ جادو کی ایک قسم ہے،اسے ”شعوذت“ بھی کہتے ہیں۔

کرامات کی اساس و بنیاد ایمان اور تقوی ہوتا ہے اور جو اہل ضلال کے ہاتھوں خارق عادت کام ظاہر ہو اس کا سبب فسوق وعصیان ہوتا ہے۔

سوال: کیا حائضہ اور نفاس والی عورت سجدہ تلاوت کرے گی؟

جواب: حائضہ اور نفاس والی عورت قرآن کی تلاوت نہیں کر سکتی، البتہ قرآن کی تلاوت سن سکتی ہے اور سجدہ والی آیت پر سجدہ تلاوت کر سکتی ہے۔

✿ امام بخاری رحمہ اللہ باب قائم کرتے ہیں:

بَابُ سُجُودِ الْمُسْلِمِينَ مَعَ الْمُشْرِكِينَ، وَالْمُشْرِكُ نَجَسٌ؛ لَيْسَ لَهُ وُضُوءٌ .

”مسلمانوں کا مشرکین کے ساتھ سجدہ کرنے کا بیان؛ حالانکہ مشرک نجس ہوتا ہے۔اس کا کوئی وضو نہیں ہوتا۔“

(صحيح البخاري :146/1)

معلوم ہوا کہ سجدۂ شکر اور سجدۂ تلاوت کے لیے طہارت ضروری نہیں۔ لہٰذا عورت دورانِ ماہواری سجدۂ شکر اور سجدہ تلاوت ادا کر سکتی ہے۔

سوال: کیا سری نمازوں میں سجدہ والی آیت پر سجدہ تلاوت کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہے، تو کوئی حرج نہیں، البتہ امام ایسا نہ کرے، کیونکہ اس سے مقتدیوں پر نماز مشتبہ ہو سکتی ہے۔

✿ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

سُئِلَ عَنِ الْإِمَامِ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ السَّجْدَةَ؟ قَالَ : لَا .

''آپ رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ کیا امام نماز ظہر میں سجدہ والی آیت پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔''

(مسائل أبي داود : 267)

تنبیہ:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، فَرَأَى أَصْحَابُهُ أَنَّهُ قَدْ قَرَأَ تَنْزِيلَ السَّجْدَةِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کی پہلی رکعت میں سجدہ تلاوت کیا، صحابہ کا یہ خیال تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت سجدہ کی قرأت کی تھی۔''

(مسند الإمام أحمد : 5556)

سند ضعیف و منقطع ہے۔ سلیمان بن طرخان تیمی کی تدلیس ہے۔

❀ سلیمان تیمی رحمہ اللہ خود کہتے ہیں:

لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي مِجْلَزٍ.

''یہ روایت میں نے ابومجلز رحمہ اللہ سے نہیں سنی۔''

(مسند الإمام أحمد، تحت الحديث : 5556)

یہی بات امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمائی ہے۔

(مسائل أبي داود : 267)